بنگلور کی دارالعلوم دیوبند سے ٹکراؤ کی کوشش

بنگلور کے نو عمر علماء کرام دارالعلوم دیوبند کے فتوی واپسی پر اپنے علاقہ کے علماء کرام کو غلط استعمال کرنے کی کوشش کرتے ہوئے۔

امام المحدثین رئیس المدرسین شیخ الحدیث * **حضرت مولانا شیخ سلیم اللہ خان صاحب** * اور دیگر بیدار مغز حقائق سے آشنا دوراندیش * **اکابرین ملت اسلامیہ پاکستان ہم آپکے ممنون ومشکور ہیں** *

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

* **دارالعلوم دیوبند کا مولانا الیاس گھمن صاحب کو (کیلن چٹ) کے متعلق فتوی سے رجوع کا اعلان** *

چند ماہ قبل پڑوسی ملک کے ایک مشہور مبلغ اور مناظر مولوی الیاس گھمن صاحب کے متعلق چند خطوط نے مدارس کے دارالافتاء سے لیکر سوشل میڈیا تک ایک ہنگامہ برپہ کر دیا تھا وہ خط "ایک بہت بڑے بزرگ اور ماضی قریب میں انتقال فرمانے والے ہمارے اکابرین میں سے ایک حضرت * **مولانا مفتی زین العابدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ** * کی * **صاحبزادی نے لکھا تھا جو مولوی الیاس گھمن کی سابقہ اہلیہ بھی ہیں** *

انہوں جو ہوش ربا انکشافات اس خط میں کیے تھے وہ اچھے اچھوں کے اوسان خطا کرنے کے لیے کافی تھے

اور مولانا الیاس گھمن کی شخصیت جو پہلے سے چندہ کی خرد برد کی وجہ سے کچھ متنازع تھی ہی اس خط نے گویا مولانا کو پاکستان کا ایک متنازع مبلغ بنا دیا

اسکے بعد ہمیشہ کی طرح چند لوگ عقیدت میں حمایت میں لکھنے لگے او کچھ مخالفت میں اور چند لوگ تحقیقات میں لگ گئے۔

ادھر بہت سے لوگوں نے مولوی الیاس صاحب سے گفتگو کی مختلف قسم کے سوالات کیے جنکا مولانا تسلی بخش جواب نہیں دیسکے اور مبہم اور منطق تعبیرات سے بات کو ٹال گئے یہ بحث جب اپنے عروج پر تھی۔

پاکستان کے تمام بڑے اداروں کے دارالافتا اور زعماء علماء اس پر غور کر رہے تھے اور عجیب وغریب حقائق انکے سامنے آرہے تھے وہ لوگ بھی ششدر تھے کہ *

عین اسی وقت مادر علمی دارالعلوم دیوبند کے دارالافتاء سے مولانا الیاس گھمن کی صفائ اور پاکیزگی میں فتوی نمودار ہو گیا *

اب کیا تھا حقائق جاننے والے مظلوموں کو مجبوراً خاموش ہونا پڑا اور معتقدین نے مولانا کو آسمان پر بیٹھا دیا اور مخالفین کو جو کچھ کہ سکتے تھے کہا یہاں تک کے مولانا الیاس گھمن کو بالکل ہیرو بنا دیا۔

* **یہ فتوی اسقدر جلد بازی میں منظر عام پر آیا** * **کہ لوگو حیرت زدہ رہ گئے کہ آخر پاکستان والے ابھی تحقیق نہیں کر سکے اور دیوبند والوں نے تحقیق مکمل کرلی ؟؟؟**

* اتنی جلدی تو اسلامی حکومت میں کسی اسلامی عدالت سے کسی ملزم کو کلین چٹ نہیں ملتی *

خیر بر صغیر میں ایک کھلبلی مچ گئی ہر جانب سے مضامین تجزیہ تبصرہ اپنی انتہاء کو پہنچ گئے اور جب سرگودھا کے باشندوں سے عام لوگوں کے رابطہ ہوئے تو ان لوگوں نے تو اور بھی عجیب حقائق سامنے رکھے جس سے حضرت مولانا مفتی زین العابدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی *

مظلوم صاحبزادی کی بات میں وزن پیدا ہوا *

ہم سلام پیش کرتے ہیں پڑوسی ملک کے علماء کی بیدار مغز قیادت کو کہ جس نے کسی شخصیت کے بھاری بھر کم ہونے اور شہرت کی بلندیوں پر ہونے کی پرواہ نہیں کی اور فتویٰ صادر کرنے میں جلد بازی سے کام نہیں لیا اور یہی نہیں *

**بلکہ دارالعلوم دیوبند کے مفتیان اکرام کو بھی متنبہ کیا کہ اسقدر جلدی کسی شخصیت کے بارے میں فتویٰ صادر نہ کیا کریں*

*** کہ وہ گمراہ ہے یا پاک صاف ہے ***

خیر مفتی زین العابدین صاحب کی مظلوم صاحب زادی اور دیگر سیکڑوں متاثرہ بہن بیٹیوں کی آہیں اور دعائیں رنگ لائیں *

کہ آج دارالعلوم دیوبند نے یہ قبول کر لیا کہ مولوی الیاس گھمن کے متعلق جلد بازی میں فتوی جاری ہوا اور انہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا اور آئندہ وہ اسکا خیال رکھیں گے *

اور غلطی کسی سے بھی ہو سکتی ہے اور شاید مولانا سعد سے متعلق فتویٰ بھی اسی قبیل سے ہو۔۔۔۔۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایک بہت ہی اہم اطلاع یہ دی جاتی ہے کہ کل گزشتہ ہمارے سلطان شاہ مرکز بنگلور میں ایک ہنگامی میٹنگ بلائی گئی جس میں شہر بنگلور کے علماء کرام کو بلایا گیا تھا، یہ میٹنگ صبح دس بجے سے عصر تک جاری رہی، جس میں مفتی شفیق قاسمی بنگلور، مفتی اسلم قاسمی بنگلور اور مولانا اکبر شریف صاحب بنگلور نے کچھ مذاکرات کئے، جس کا خلاصہ یہ تھا کہ دارالعلوم دیوبند مولانا سعد صاحب سے متعلق دیئے گئے فتوی کی واپسی کرنے جا رہا ہے،

اس سلسلہ میں آپ علماء کرام سے یہ عرض ہے کہ

اس سلسلہ میں آپ علماء کرام سے یہ عرض ہے کہ
ہم نے دارالعلوم دیوبند کے فتوی کے جاری
کروانے کے سلسلہ میں تین شرائط رکھی تھیں،
1: مولانا سعد صاحب سے پاکستان کی شوری کو تسلیم
کروائیں 2: نظام الدین میں فیصل بدل بدل کر مشورہ
کیا جائے 3: مولانا سعد اپنے بیانات میں بے احتیاطی
سے بچیں،
لیکن دارالعلوم دیوبند صرف ایک بات کی وجہ سے
فتوی واپسی کی تحریر جاری کرنا چاہتا ہے کہ انہوں
نے اپنے بیانات کی بے احتیاطی سے آئندہ احتیاط کا
وعدہ کیا ہے، لیکن چونکہ ہماری مزید دو شرطیں یعنی

شوری کو تسلیم کریں اور فیصل بدلیں تا حال مولانا
سعد صاحب نے قبول نہیں کیا ہے اس لئے ہم
آئندہ کے لئے دارالعلوم دیوبند سے بات کرنے میں
آپ علماء بنگلور کے تعاون کے محتاج ہیں، اس
سلسلہ میں ایک رسالہ "خطوط "کے نام سے تمام
شرکاء میٹنگ کو دیا گیا، اور دارالعلوم دیوبند کے فتوی
واپسی پر جو اقدامات ہم کرینگے اس میں تعاون پر
دستخط لئے گئے ۔

نوٹ: یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے کہ مفتی شفیق
قاسمی اور مولانا اکبر شریف نے دارالعلوم دیوبند
کے ایک اہم ترین حساس موقف کو بھرے مجمع
میں اپنی شرائط کے ساتھ مشروط کیوں ظاہر کیا؟؟
بظاہر یہ ایک خطرناک صورتحال قائم کرنا چاہتے ہیں
جس سے کہ یہ باور کرایا جاسکے کہ دارالعلوم دیوبند
فتوی دینے اور فتوی واپس لینے میں ہماری کوشش و
شرائط کا پابند ہے، نعوذباللہ ۔

ضروری بات:::بھائی فاروق بنگلور کے سلطان شاہ مرکز سے جو رسالہ "خطوط" کے نام سے تقسیم کیا گیا ہے، اس کے پہلے صفحہ پر یہ لکھا ہے کہ بہت سے علماء کرام کے خطوط جو کام کے شورائی نظام کے تحت لانے کے مویئد ہیں،

تو اس سلسلہ میں یہ یاد رہے کہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے شوری کو ہیئت حاکمہ یعنی بطور فیصل ہونے کو قرآن و سنت کے خلاف نظام بتایا ہے، البتہ ایک امیر کے تعاون کے شوری کا ہونا بہرحال مفید و نافع سمجھا گیا ہے، اسی لئے جب مولوی شاہد سہارنپوری نے مولانا انعام الحسن صاحب کی شوری کو منامات

و خوابات کی روشنی میں فیصلہ نبوت بتاکر سلیم الامہ
حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب نور اللہ مرقدہ کی
خدمت میں خط ارسال کیا، تو جواب میں مولانا سلیم
اللہ خان صاحب نے بے انتہا تعجب اور غصہ کا
اظہار بھرا خط مولوی شاہد سہارنپوری کو لکھا، جس
میں صاف یہ لکھا کہ قرآن و سنت بہر حال امارت
کے نظام کے مویئد ہیں،

تو اگر قرآن و سنت ہی کبار علماء کرام کی نظر میں
شورائی نظام کے خلاف ہیں تو ہزار خطوط شورائی
نظام کے مویئد بنے ہمیں تو قرآن و سنت کے ہی
تابع ہونا چاہیئے ۔

1

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت المکرم ومخدوم العالم مولانا سلیم اللہ خاں صاحب زید مجدہ

شیخ الحدیث جامعہ فاروقیہ کراچی /صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے، یہ احقر بھی بفضلہ تعالیٰ بعافیت ہے۔

وسط شعبان میں جب کہ یہ احقر گجرات، بنگلور بہار وغیرہ کے سفر پر تھا رنگون (برما) سے ایک اہل تعلق کا فون موصول ہوا کہ حضرت والا ایک ضروری خط مجھے بھیجنا چاہتے ہیں اس کے لیے ای میل ایڈریس کی ضرورت ہے، چنانچہ احقر نے ان کو جامعہ مظاہر علوم کا ای میل ایڈریس بھیج دیا تھا لیکن مجھے حضرت والا کا کوئی خط موصول نہیں ہوا۔ اب ۱۷رمضان میں دبئی سے ایک کرم فرما نے حضرت مولانا محمد طلحہ اور اس احقر کے نام جناب والا کے مشترک خط کی فوٹو اسٹیٹ مجھے ارسال کی۔ یہ مکتوب گرامی ۴رمضان المبارک ۱۴۳۷ھ / ۱۰جون ۲۰۱۶ء کا تحریر فرمودہ ہے معلوم نہیں اتنے عرصے تک یہ کہاں ٹھہرا رہا۔ میرا اخلاقی فریضہ ہے اور ادب کا تقاضہ بھی ہے کہ اس خط کا جواب خدمت والا میں ارسال کروں۔

حضرت والا! مرکز نظام الدین دہلی کے قضیہ میں خدا معلوم کتنے لوگوں نے مجھ سے صحیح صورت حال کی وضاحت تحریری طور پر چاہی لیکن اس احقر نے متعدد وجوہات کی بنا پر سکوت کو ترجیح دی اور یہ ہی کہا کہ مرکز کے متعلق وہاں کے مقیم اہل مشورہ یا دعوتی کام کے پرانوں سے رجوع کریں، لیکن جناب والا کی عالمانہ و بزرگانہ شخصیت نیز آپ کا حضرت شیخ مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی کی نسبی دینی اور علمی وراثت کا حوالہ دینے نے احقر کو جواب دینے پر مجبور کر دیا، اللہ جل شانہ مجھے بلا خوف لومۃ لائم حق بات کہنے اور لکھنے کا حوصلہ عطا فرمائے۔

حضرت والا! یہ تو جناب کو معلوم ہی ہے کہ اس احقر کو اللہ جل شانہ نے محض اپنے فضل وکرم سے مخدومنا حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی کی خدمت مبارکہ میں اپنی حیات مستعار کے شب وروز گذارنے کا موقعہ عطا فرمایا اور یہ سعادت بھی عطا فرمائی کہ کم وبیش دس سال تک یہ احقر حضرت ؒ کی نگرانی اور تربیت میں بلدہ طیبہ مدینہ منورہ رہا ہے اس لیے ایسے ایسے احوال وواقعات سے واقف ہوں جو دوسروں کو ہرگز معلوم نہیں ہوں گے ان میں سے چند احقر نے حال ہی میں شائع ہونے والی اپنی جدید کتاب ''عالم عرب میں حضرت شیخ کا مقام'' میں شامل بھی کر دیئے ہیں، اب مختصراً عرض ہے کہ حضرات اہل علم اور قدیم دعاۃ ومبلغین اور کام کے ذمہ داروں کے تجزیہ اور جائزے کے مطابق مرکز کے ہنگامے اور فتنے کی اصل وجہ اس شوریٰ کو تسلیم نہ کرنا ہے جو حضرت جی ثالث حضرت مولانا انعام الحسن صاحب نے بڑے غور وتدبر اور اونچی سطح کے حضرات کے باہمی صلاح ومشورہ کے بعد دعوتی کام کے تحفظ اور شرور وفتن سے حفاظت کی غرض سے قائم فرمائی تھی، جناب والا کو معلوم ہے کہ دعوت وتبلیغ کی اس عظیم اور مبارک محنت کے سلسلے میں حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کو دربار نبویؐ سے یہ بشارت اور خوشخبری ملی تھی کہ ہم تم سے کام لیں گے۔ بشارت کا یہ تفصیلی واقعہ حضرت شیخ کی آپ بیتی میں مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی دینی دعوت میں اور اس احقر کی کتاب سوانح مولانا محمد انعام الحسن کاندھلوی میں موجود ہے، اس کے بعد سے بڑے تواتر وتسلسل کے ساتھ نبوی منامات ومبشرات وہدایات پر یہ دعوتی کام پورے عالم میں پھیلتا چلا گیا، حضرت مولانا محمد عمر پالنپوری کو اللہ غریق رحمت فرمائے بڑی کثرت کے ساتھ ان کو سرکار دوعالم ﷺ کی خواب میں زیارت ہوتی تھی اور وہ وہاں سے ملنی والی ہدایات اور مشوروں سے حضرت شیخ اور حضرت جی مولانا انعام الحسن رحمہما اللہ کو بذریعہ خطوط مطلع کرتے اور یہ دونوں حضرات اس کی پوری پوری تعمیل فرماتے تھے، حضرت شیخ یہ خطوط سن کر اس احقر کو مرحمت فرما دیا کرتے تھے، چنانچہ آج بھی یہ محفوظ ہیں۔

2

اسی سلسلۂ احوال وواقعات کا ایک اہم اور نمایاں واقعہ یہ ہے کہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کو مدینہ منورہ کے زمانۂ قیام میں محسوس ہوا کہ حضرت مولانا انعام الحسن آج کل دہلی میں بے حد متفکر خاموش اور کسی گہری سوچ میں ڈوبے ہوئے ہیں، چنانچہ حضرت شیخؒ نے مولانا محمد عمر پالنپوری سے فرمایا کہ مولانا انعام الحسن صاحب سے پوچھ کر بتلائیں کہ آج کل آپ پر کس چیز کا فکر ہے؟ مولانا پالنپوری کے دریافت کرنے پر حضرت جیؒ نے جواباً فرمایا کہ: ''یہ لکھ دو کہ اپنے بعد اس دعوتی کام کا فکر ہے''۔ حضرتؒ کو جب یہ جواب معلوم ہوا تو اپنے معمول کے مطابق اس مسئلہ کو دربار نبوی سے حل کرانے کے لیے اپنی معروض پیش کی وہاں سے جواب ملا کہ اب یہ دعوتی کام امارت کی بنیاد پر نہیں چلے گا بلکہ مشورہ کی جماعت سے چلے گا چنانچہ اسی منشائے نبوی بلکہ زیادہ صحیح الفاظ میں فیصلۂ نبوی کی بنیاد پر حضرت جی مولانا محمد انعام الحسن صاحب نے تمام دنیا کے تبلیغی مراکز میں شورائی نظام قائم فرمایا۔ جہاں جہاں شوری موجود تھی اس میں افراد کا اضافہ کر کے اس کو مضبوط کیا اور جہاں شوری نہیں تھی وہاں افراد متعین کر کے اس کو قائم کیا اور حروف تہجی کے اعتبار سے فیصل مقرر فرمائے۔

حضرت والا! اس حقیقت سے بھی بخوبی واقف ہیں کہ حضرت مولانا انعام الحسنؒ روحانیت اور معرفت وعرفان کے اونچے مقام پر فائز ہونے کے ساتھ ساتھ علمی ومطالعاتی حیثیت سے بھی نابغۂ روزگار تھے، قرآن وسنت اور تاریخ صحابہ وسیرت رسول پر آپ کی گہری اور وسیع نگاہ تھی اس لیے مشورہ کی جماعت مشورہ کے اصول اور شوری کی اہمیت وقطعیت پر وہ تمام آیات واحادیث وآثار ان کے سامنے موجود تھے جن کے بکثرت حوالے جابجا قرآن وسنت واسوۂ رسول اور تعامل صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین میں ہمیں دیکھنے اور پڑھنے کے لیے ملتے ہیں۔ چنانچہ اس عالمی شوری کی تشکیل میں بھی یہ تمام عوامل کارفرما رہے۔

اور پھر اسی نظریۂ سیرت اور منشائے نبوی کی روشنی میں ۱۹۸۳ء کے اجتماع رائے ونڈ میں حضرت قاضی عبدالقادر صاحب اور حضرت مولانا مفتی زین العابدین جیسے اکابر تبلیغ نے حضرت مولانا انعام الحسن صاحب سے طویل مشورہ کر کے ایک ایسی عالمی شوری بنانے پر بھی اتفاق رائے فرمایا جو اس دعوتی کام کی پوری پوری نگرانی کرے اور اس کو اپنے بڑوں کے قائم کردہ نہج ومنہج سے ہٹنے نہ دے۔ اس سلسلہ کی جو یادداشت میرے پاس موجود ہے اس میں مخدومنا حضرت الحاج عبدالوہاب صاحب زادمجدہ کا نام نامی درج نہیں ہے لیکن یہ یقینی بات ہے کہ ایسے اہم اور تاریخی فیصلہ میں وہ ضرور تشریف فرما ہوں گے۔

اس عالمی شوری کی اکثریت جب اپنے اپنے وقت پر اللہ کے حضور میں حاضر ہوگئی تو ضرورت محسوس ہوئی بلکہ حالات اور واقعات نے تمام پرانے کام کرنے والوں کو مجبور کیا کہ وفات یافتگان کی جگہ پر دوسرے حضرات کو نامزد کر دیا جائے، چنانچہ بفضلہ تعالی حالیہ اجتماع رائے ونڈ میں وہ نامزد ہوگئے۔ اب جو کچھ بھی احوال ہیں اور جس قدر بھی کام میں ضعف اور انحطاط ہے اور جس قدر بھی دنیا بھر کے مراکز میں دو ذہن بنا دیئے جانے کی وجہ سے انتشار وخلفشار ہے وہ مجلس شوری کو تسلیم نہ کر کے اپنی انفرادیت اور حاکمیت کو قائم کرنے کی وجہ سے ہے۔

حضرت والا کو اس کا بھرپور علم ہے کہ جہاں اور جن جن دینی اداروں اور مدارس میں مجالس شوری قائم ہیں وہ ان مدارس کے مقابلے میں زیادہ بہتر اور مؤثر خدمات انجام دے رہے ہیں جہاں پر شورائی نظام قائم نہیں ہے۔ اسی طرح جن اداروں میں شورائی نظام قائم ہے اور وہ شیخ الاسلام حضرت اقدس مدنی اور حکیم الامت حضرت اقدس تھانوی کے الفاظ میں ہیئت حاکمہ بن کر کام کر رہی ہے ان مدارس میں ہر اعتبار سے شفافیت نظم وضبط اور قانون کی حکمرانی ان اداروں سے کہیں بڑھ کر ہے جہاں مجلس شوری ہیئت حاکمہ کی حیثیت سے موجود نہیں ہے۔

اللہ تعالی ہم سب کو اپنے اکابر کے نقوش اور ان کے قائم کردہ خطوط پر اخلاص اور للّٰہیت کے ساتھ اگر خدمت دین کرنے کی توفیق

عطا فرمائے تو فتنوں کو سر اٹھانے کا موقع ہی نہ ملے۔

حضرت والا اعداء اسلام کی اس دعوتی محنت کو ختم کرنے یا اس کو زیادہ سے زیادہ نقصان پہنچانے کے سلسلے میں ایک واقعہ اور بھی عرض کرتا ہوں حضرت جی مولانا انعام الحسنؒ کا میوات کا آخری سفر تھا جس میں یہ احقر بھی ہم رکاب تھا مجھے اللہ جل شانہ نے بلا استحقاق یہ سعادت عطا فرمارکھی ہے کہ حضرت جی ثالث کے حیات کے آخری سات وآٹھ سالوں میں ان کے تمام ملکی وغیر ملکی اسفار میں ایک خادم کی حیثیت سے ساتھ رہنے کا موقع مرحمت فرمایا، چنانچہ اس سفر میوات میں بندہ نے یہ منظر دیکھا کہ حضرت جی ثالث مغرب بعد نوافل سے فارغ ہو کر انتہائی خاموش اور متفکر ہو کر قبلہ رخ بیٹھے رہے۔ عام طور سے ایسی تنہائیوں کے موقع پر یہ احقر ایک دو باتیں خدمت میں پیش کر دیا کرتا تھا لیکن اس وقت کے حزن وتفکر کو دیکھ کر بندہ نے پہلا سوال صحت اور طبیعت کے بارے میں کیا تو فرمایا کہ الحمد للہ ٹھیک ہے کچھ توقف کے بعد بندہ نے پھر صحت مزاج کے بارے میں دریافت کیا تو بہت ٹھنڈا سانس بھر کر یہ جواب دیا کہ بھائی اب اعداء اسلام اور معاندین تبلیغ نے یہ طے کیا ہے کہ دعوت وتبلیغ کے اونچی سطح کے افراد میں باہمی اختلافات پیدا کئے جائیں تا کہ کام کو نقصان پہنچے، مجھے اس وقت اسی کا فکر سوار ہے۔

اب جو دلدوز اور دلسوز احوال مشاہدہ میں آرہے ہیں ان کو دیکھ کر حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کے تفکرات کی گہرائی کا احساس ہو رہا ہے، لیکن حضرت والا! مجھ جیسے بے حیثیت اور دعوت وتبلیغ میں جان ومال اور زندگی بھر کی قربانیوں کے ساتھ چلنے والے لاکھوں باحیثیت لوگوں کے دل ودماغ اندر سے مطمئن ہیں کہ فتح مندی اور کامیابی صرف منشائے نبوت بلکہ فیصلۂ نبوت کے تحت قائم ہونے والی شوریٰ ہی کو ملے گی، اور جو اس منشا وفیصلہ کو توڑیں گے ناکام ہوں گے، اس لیے کہ دنیا بھر میں جس قدر بھی روشنی اور اجالا ہے وہ صرف اسم محمد ﷺ سے ہے، ان کے غیر سے نہیں ہے۔

دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ذہنی وفکری کج روی سے محفوظ رکھے، کیونکہ اللہ جل شانہ اور سیدنا محمد ﷺ کے نام اور کام پر مر مٹنے والوں کے قائم کردہ نہج اور منہج سے ہٹنے میں وہ تمام فتنے اور وہ تمام ذلتیں ورسوائیاں موجود ہیں جن کا آپ اور ہم اور ساری دنیا مشاہدہ کر رہی ہے، اس لیے کہ "فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ان تصیبہم فتنۃ او یصیبہم عذاب الیم" ایک حقیقت ہے۔

اعوذ باللہ من غضبہ وغضب رسولہ وغضب اولیائہ

دعوات صالحہ کا محتاج

محمد شاہد غفرلہ

سید محمد شاہد غفرلہ سہارنپوری

نواسہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ

۲ر شوال المکرم ۱۴۳۷ھ مطابق ۸ر جولائی ۲۰۱۶ء

JAMIA FAROOQIA KARACHI

P.O. Box No. 11020, Shah Faisal Town, Block 4
Karachi, Pakistan

جامعہ فاروقیہ کراچی

پوسٹ بکس نمبر 11020، شاہ فیصل ٹاؤن، بلاک نمبر 4
کراچی، پاکستان

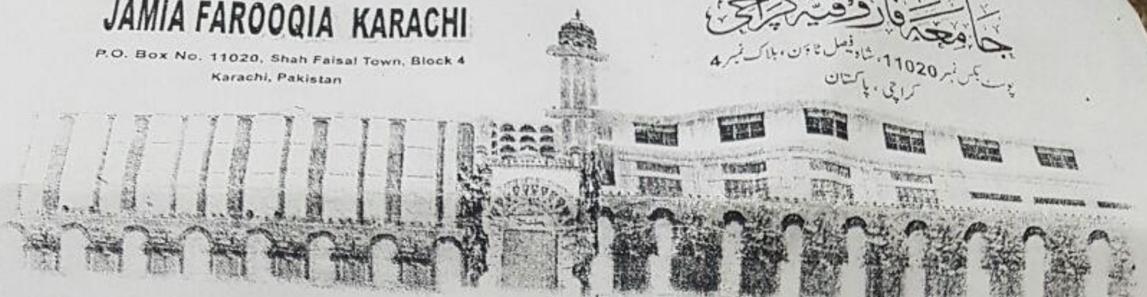

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عزیز گرامی قدر جناب مولانا سید شاہد سہارن پوری حفظہ اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ان دنوں ہندوستان میں تبلیغی مرکز بستی حضرت نظام الدینؒ میں آپسی اختلافات کی جو لہر چلی ہوئی ہے، اس کے نتیجے میں دعوت وتبلیغ کے مبارک کام کو، خدانخواستہ، جو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے، اس سے احقر کافی متاثر اور مضطرب ہے۔ اسی تشویش اور پریشانی میں احقر نے مرکز بستی حضرت نظام الدینؒ کے ذمے داروں کے ساتھ ساتھ ہندوستان کے مختلف مشاہیر اور علمائے کرام کو کئی خطوط ارسال کیے کہ خدارا دعوت وتبلیغ کے اس مبارک کام کو اپنا کام سمجھتے ہوئے اس کی اصلاح اور درستی کی طرف متوجہ ہوں۔ پاکستان سے ہندوستان ڈاک کی ترسیل غیر یقینی سی بات ہے۔ احقر نے مولانا نجم الحسن تھانوی [متولی خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون] کے صاحبزادے مولوی حذیفہ نجم تھانوی کو یہ تمام خطوط [اس وعدے پر کہ وہ یہ تمام خطوط فوراً ان کی منزلِ مقصود تک پہنچا دیں گے] بذریعہ ای۔میل ارسال کروائے تھے۔ امید تھی کہ حسبِ وعدہ وہ پوری ذمے داری سے تمام خطوط متعلقہ افراد اور مراکز تک بروقت پہنچا دیں، لیکن انھوں نے اس سلسلے میں جس غیر ذمے داری اور تساہل کا ثبوت دیا، وہ شرعی واخلاقی نقطہ نظر سے بالعموم اور حکیم الامۃ حضرت تھانوی قدس سرہ جیسے معاملات کے صاف اور محتاط بزرگ کے دامن سے وابستہ افراد کے لیے بالخصوص بہت ہی قابلِ افسوس اور لائقِ نفرین ہے۔

بہر حال ان بھیجے گئے خطوط میں سے ایک مشترکہ خط مولانا سید محمد طلحہ کاندھلوی اور آنجناب کے نام بھی تھا۔ آنجناب کے جوابی مکتوب سے معلوم ہوا کہ احقر کا یہ خط کئی ہفتوں بعد آپ تک (مولوی حذیفہ نجم تھانوی کے بجائے) کسی اور ذریعے سے پہنچا۔ آنجناب نے اپنا جو جوابی مکتوب ارسال فرمایا ہے، اس کو پڑھ کر تو احقر کے اضطراب اور پریشانی میں مزید اضافہ ہوگیا ہے۔

نظام الدینؒ مرکز میں موجود افراد کے مابین اصل نزاع ''شورائیت'' اور ''امارت'' کا ہے۔ ہندوستان اور پاکستان کے اکثر تبلیغی حضرات شورائیت کے حامی ہیں، جب کہ مولانا محمد سعد کاندھلوی حفظہ اللہ کو ''امارت'' پر اصرار ہے۔ احقر نے آنجناب کا خط بغور پڑھا، اس میں بھی ''شورائیت'' ہی پر اصرار ہے، لیکن اس اصرار کی ساری بنیاد ''مکاشفات'' اور ''منامات'' پر کھڑی کی گئی ہے۔ احقر نے جب سے یہ تحریر پڑھی ہے، اس وقت سے یہ سوچ بار بار پریشان کر رہی ہے کہ حضرات اہلِ سنت دیوبند سے وابستہ بلکہ ان سے براہِ راست فیض یافتگان کس طرف جا رہے ہیں؟! ہمارے مسلک کا تو اختصاص ہی یہ ہے کہ بابِ وحی بند ہو جانے کے بعد اب فیصلے اخلاص کے ساتھ کتاب وسنت، اسباب وقرائن اور دلائل واجتہاد ہی کی بنیاد پر کیے جائیں گے، مکاشفات ومنامات ''حجتِ مطمئنہ'' ہیں جو فقط بشارت یا انذار کا کام دے سکتے ہیں۔ اگر، معاذ اللہ، دعوت وتبلیغ کے نظم کو اس طرز اور انداز کا خوگر بنا دیا گیا تو یہ مبارک کام کس نہج پر چل پڑے گا؟! پھر کیا کسی غلطی پر گرفت اور صحیح کام کے رُخ کا تعین ہو سکے گا؟! جوں ہی کسی غلطی پر کوئی گرفت ہوگی یا اسباب وقرائن کی بنیاد پر کوئی فیصلہ ہوگا تو اس کے خلاف فوراً کوئی مکاشفہ پیش کر دیا جائے گا۔ سوال یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم میں اختلافات ہوئے اور نوبت باہم جنگوں تک بھی پہنچی، وہاں تو کسی نے اپنا مکاشفہ نہیں سنایا، نہ کوئی فیصلے خوابوں کی بنیاد پر ہوئے۔ نیز! آپ جانتے ہی ہیں کہ اب سے کچھ عرصہ قبل پاکستان کے تبلیغی مرکز رائے ونڈ میں مکاشفات کی بنیاد پر کام کس خطرناک رُخ پر چل پڑا تھا۔

Tel: +9221- 4571132, 4573865, 4599168, Fax: +9221- 4571525 e-mail: info@farooqia.com URL: www.farooqia.com

Phase II, Mufti Mahmood Road, (Formerly) Hub River Road, Karachi. Pakistan Tel: 7094208

فیز II، شارع مفتی محمود (سابقہ حب ریور روڈ)، کراچی

کتاب وسنت کے محدود مطالعے کی حد تک احقر کا میلان ''امارت'' کی طرف ہی ہے۔ بے شمار احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر کی اطاعت کا حکم دیا ہے اور امیر کی اطاعت سے روگردانی سے منع فرمایا ہے۔ آپ جیسے فاضل کے سامنے ان احادیث کا نقل کرنا ہرگز مناسب نہیں۔ شوری بہت ضروری ہے، لیکن وہ امیر کے لیے ہوتی ہے، شوریٰ جتنی مضبوط اور اس کے ارباب جتنے متدین اور فاضل ہوں گے، وہ امیر کو اسی قدر سیدھا رکھ سکیں گے۔ اسی ذمے داری کو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبہ خلافت میں: فإن أحسنت فاعينوني وإن زغت فقوموني، جیسے فصیح وبلیغ الفاظ میں بیان فرمایا ہے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا یہ ارشادِ گرامی آج بھی ہمارے لیے مشعلِ راہ ہے۔ لہٰذا بعض تبلیغی دوستوں کا یہ کہنا کہ ''امارت کا مطلب یہ ہے کہ دعوت وتبلیغ کے عالمی کام کو فقط ایک فرد یعنی: امیر کے ذہن ومزاج کے تابع کر دیا جائے''، درست معلوم نہیں ہوتا، شوریٰ اور ارباب حل وعقد اسی لیے تو ہوتے ہیں کہ اچھے کاموں میں امیر کی حوصلہ افزائی کریں اور غلط کاموں میں اسے سیدھا کر دیں اور اگر خدانخواستہ صورت حال بالکل ناقابل اصلاح ہو جائے تو اسے امارت سے معزول کر دیں۔ بہرحال احقر کی نظر میں بغیر امیر کے شوریٰ کا قیام ایک مہمل سی بات معلوم ہوتی ہے۔

احقر نے یہ سوچ کر آپ کو اور مولانا محمد طلحہ کاندھلوی حفظہ اللہ کو خط بھیجا تھا کہ آپ حضرات اس تنازعے کے تصفیے کے لیے عملاً اور فعال کوششیں فرمائیں گے، لیکن آپ کا مکتوب تو سراسر جانب داری (محض شورائیت کی حمایت) کا مظہر ہے، جب کہ مولانا محمد طلحہ صاحب کا جو تبلیغی احباب کے نام ناصحانہ مکتوب انٹرنیٹ کے ذریعے مشتہر ہوا اور احقر تک بھی پہنچا وہ پست ہمتی اور شکست خوردگی کی ایک بیّن مثال ہے، یہ وقت دعاؤں کے ساتھ عملی طور پر میدان عمل میں اقدام کرنے کا ہے، ورنہ بہت واضح طور پر نظر آ رہا ہے کہ ہمارا واحد کام جو اب تک نصف صدی سے زائد عرصے سے غیر متنازعہ چلا آ رہا ہے، اس اضطراب اور انتشار کے نتیجے میں اپنی روحانیت، فعالیت اور مرکزیت کو کھو دے گا اور خاکم بدہن ایسا ہوا تو یہ ہماری سب سے بڑی ناکامی ہوگی۔ یہ طرزِ عمل ہمارے اسلاف کی محنتوں پر پانی پھیر دینے کے مترادف ہو کر ہمیں عند اللہ مجرم بنا دے گا اور فردائے قیامت اپنے بزرگوں کے سامنے جو شرمندگی ہوگی وہ اس پر مستزاد ہے۔

احقر اللہ رب العزت سے دست بہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی ایسی سمجھ، اس کی حفاظت کا ایسا جذبہ اور استحضار آخرت عطا کرے جس سے ہمیں آخرت میں شرمندہ نہ ہونا پڑے، آمین۔ جب تک ہم اس کام کو اپنا کام سمجھ کر نہیں کریں گے اور یہ کہہ کر بات کو ٹال دینے کی روش نہیں بدلیں گے کہ ''یہ تبلیغی حضرات کا داخلی مسئلہ ہے، ہمیں اس میں مداخلت نہیں کرنی چاہیے، اگر وہ بطورِ مشورہ کچھ پوچھیں گے تو مشورہ دے دیا جائے گا''۔ اس وقت تک صورت حال میں تبدیلی کا کوئی امکان نہیں۔ دعوت وتبلیغ ہمارا اپنا کام ہے، ہمارے بزرگوں کی محنت کا ثمر ہے، اور اب تک بحمد للہ اس میں خیر غالب ہے، اللہ تعالیٰ اس کام کی حفاظت فرمائے اور ہمیں اس کی قدر دانی کی توفیق ارزانی فرمائے، آمین۔

احقر ایک بار پھر آنجناب سے درخواست گذار ہے کہ اپنے طرزِ عمل پر نظر ثانی فرمائیں، دعوت وتبلیغ کے مبارک کام کو اپنے تجربات اور اجتہادات کا مورد نہ بنائیں بلکہ غیر جانب دار ہو کر اور صرف تبلیغی کام کی عالَم میں تاثیر، مرکزیت اور روحانیت کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے دینی رسوخ اور معاشرتی اثر کو بروئے کار لا کر موجودہ بگاڑ کی اصلاح کے لیے ازحد کوشش فرمائیں۔

والسلام

سلیم اللہ خان

سلیم اللہ خان

خادم جامعہ فاروقیہ، کراچی

صدر وفاق المدارس العربیہ، پاکستان

بینگلور میں تقسیم کئے گئے خط کی کاپی

خطوط

مرکز نظام الدینؒ کے موجودہ احوال پر

مرکز نظام الدینؒ کے اکابر اور دیگر علمائے کرام اور پرانے کام کرنے والے حضرات کے خطوط جن میں ان حضرات نے کام کو شورائی نظام کے تحت لانے کی ضرورت کا اظہار فرمایا ہے۔ اور اپنے موقف کی وضاحت کی ہے۔

فہرست خطوط

شمار	خطوط	صفحہ نمبر
۱	حضرت مولانا محمد الیاس صاحب ؒ کا خط بنام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب	4 - 5
۲	محترم حاجی عبدالوہاب صاحب دامت برکاتہم کی تحریر جمیع ساعیان تبلیغ کے نام	6 - 9
۳	اکابر علماء کرام کی تحریر تبلیغی احباب کے نام	10 - 11
۴	ملکوں کے ذمہ دار عرب حضرات کی تحریر حاجی عبدالوہاب صاحب و حضرت مولانا محمد سعد صاحب کے نام	12 - 13
۵	حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب مدظلہ کا خط	14 - 18
۶	حضرت مولانا ابراہیم دیولا صاحب کا خط اپنے موقف کے اظہار میں	19 - 24
۷	تحریر مولانا احمد لاٹ صاحب دامت برکاتہم	24
۸	مولانا محمد زہیر الحسن صاحب کی تحریر احباب تبلیغ کے نام	25 - 26
۹	چند کام کرنے والے احباب کی تحریر حضرت مولانا محمد سعد صاحب کے نام	27 - 30

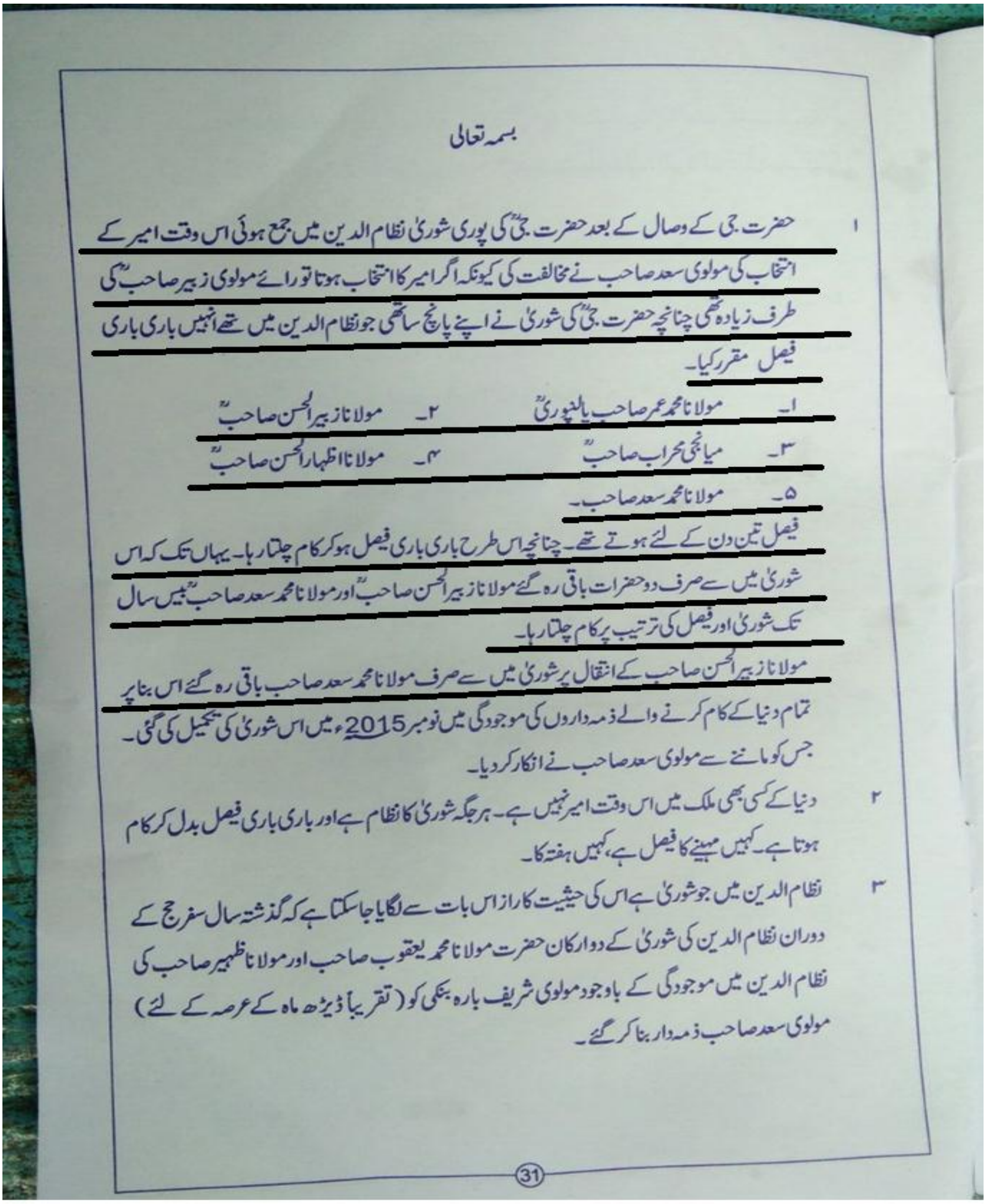

بسمہ تعالیٰ

۱ حضرت جی کے وصال کے بعد حضرت جیؒ کی پوری شوریٰ نظام الدین میں جمع ہوئی اس وقت امیر کے انتخاب کی مولوی سعد صاحب نے مخالفت کی کیونکہ اگر امیر کا انتخاب ہوتا تو رائے مولوی زبیر صاحبؒ کی طرف زیادہ تھی چنانچہ حضرت جیؒ کی شوریٰ نے اپنے پانچ ساتھی جو نظام الدین میں تھے انہیں باری باری فیصل مقرر کیا۔

۱۔ مولانا محمد عمر صاحب پالنپوریؒ
۲۔ مولانا زبیر الحسن صاحبؒ
۳۔ میانجی محراب صاحبؒ
۴۔ مولانا اظہار الحسن صاحبؒ
۵۔ مولانا محمد سعد صاحب۔

فیصل تین دن کے لئے ہوتے تھے۔ چنانچہ اس طرح باری باری فیصل ہو کر کام چلتا رہا۔ یہاں تک کہ اس شوریٰ میں سے صرف دو حضرات باقی رہ گئے مولانا زبیر الحسن صاحبؒ اور مولانا محمد سعد صاحب بیس سال تک شوریٰ اور فیصل کی ترتیب پر کام چلتا رہا۔

مولانا زبیر الحسن صاحب کے انتقال پر شوریٰ میں سے صرف مولانا محمد سعد صاحب باقی رہ گئے اس بنا پر تمام دنیا کے کام کرنے والے ذمہ داروں کی موجودگی میں نومبر 2015ء میں اس شوریٰ کی تکمیل کی گئی۔ جس کو ماننے سے مولوی سعد صاحب نے انکار کر دیا۔

۲ دنیا کے کسی بھی ملک میں اس وقت امیر نہیں ہے۔ ہر جگہ شوریٰ کا نظام ہے اور باری باری فیصل بدل کر کام ہوتا ہے۔ کہیں مہینے کا فیصل ہے، کہیں ہفتہ کا۔

۳ نظام الدین میں جو شوریٰ ہے اس کی حیثیت کا راز اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ گذشتہ سال سفر حج کے دوران نظام الدین کی شوریٰ کے دو ارکان حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب اور مولانا ظہیر صاحب کی نظام الدین میں موجودگی کے باوجود مولوی شریف بارہ بنکی کو (تقریباً ڈیڑھ ماہ کے عرصہ کے لئے) مولوی سعد صاحب ذمہ دار بنا کر گئے۔

31

انڈرلائن سطروں میں جس طرح تحریر کیا گیا ہے کہ پانچ ساتھی جو نظام الدین میں تھے باری باری فیصل بنتے تھے یہ سراسر گمراہ کرنے والی ہیں کیوں کہ حضرت اقدس مولانا انعام الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد جب اس دس شوریٰ کے احباب کو امیر کا انتخاب کرنا تھا تب ان سب کے مشورہ سے ان سب میں بزرگ حضرت اقدس میاں جی محراب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا امیر مقرر کیا تا کہ ایک امیر کا انتخاب ہو سکے۔ مگر افسوس کے ایک امیر کا انتخاب کرنے میں شوریٰ متفق نہیں ہو سکی تو انہیں میں سے تین فیصل (1) حضرت اقدس مولانا اظہار الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ (2) حضرت اقدس مولانا زبیر الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ (3) حضرت اقدس مولانا محمد سعد صاحب دامت برکاتہم کو منتخب کیا گیا۔ دیکھیں اسکین پیج

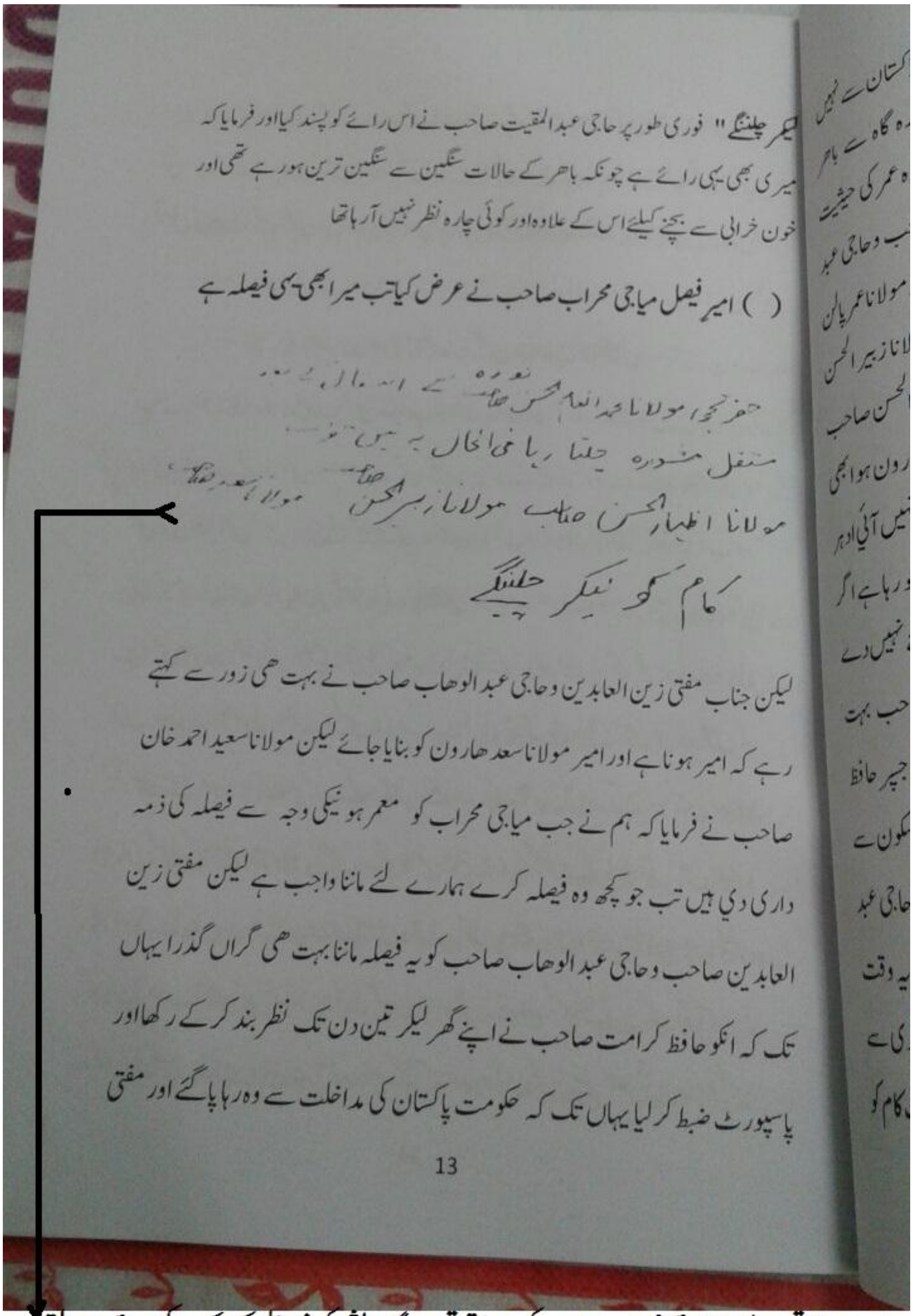

لیکر چلینگے" فوری طور پر حاجی عبدالمقیت صاحب نے اس رائے کو پسند کیا اور فرمایا کہ میری بھی یہی رائے ہے چونکہ باھر کے حالات سنگین سے سنگین ترین ہورہے تھی اور خون خرابی سے بچنے کیلیے اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نظر نہیں آرہا تھا

( ) امیر فیصل میاجی محراب صاحب نے عرض کیاتب میرا بھی یہی فیصلہ ہے

مولانا اظہار الحسن صاحب مولانا زبیر الحسن

کام کو لیکر چلینگے

لیکن جناب مفتی زین العابدین وحاجی عبدالوھاب صاحب نے بہت ھی زور سے کہتے رہے کہ امیر ہونا ہے اور امیر مولانا سعد ھارون کو بنایا جائے لیکن مولانا سعید احمد خان صاحب نے فرمایا کہ ہم نے جب میاجی محراب کو معمر ہونیکی وجہ سے فیصلہ کی ذمہ داری دی ہیں تب جو کچھ وہ فیصلہ کرے ہمارے لئے ماننا واجب ہے لیکن مفتی زین العابدین صاحب وحاجی عبدالوھاب صاحب کو یہ فیصلہ ماننا بہت ھی گراں گذرا یہاں تک کہ انکو حافظ کرامت صاحب نے اپنے گھر لیکر تین دن تک نظر بند کرکے رکھا اور پاسپورٹ ضبط کرلیا یہاں تک کہ حکومت پاکستان کی مداخلت سے وہ رہا پاگئے اور مفتی

13

مندرجہ بالا تحریر میں نیاں جی محراب صاحب کی یہ دستی تحریر بنگلہ دیش کی شوریٰ کے ایک رکن حاجی عبدالمقیت صاحب کے پاس موجود تھی جو یہاں سبط ہے۔

اور حضرت اقدس مولانا محمد عمر صاحب پالنپوری رحمۃ اللہ علیہ کبھی بھی حضرت اقدس مولانا زبیر الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت اقدس مولانا محمد سعد صاحب دامت برکاتہم کی موجودگی میں امیر و فیصل نہیں بنے۔ یہ بالکل نیا گھڑا ہوا جملہ لکھا گیا ہے کے پانچ فیصل ہوتے تھے۔ نیز اگر پانچ ہی ہونا اصل ہے تو اس مسئلہ کو مولانا زبیر الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر کیوں موقوف کر دیا گیا تھا۔

نے دس اہل شوریٰ میں داخل کیا تھا پھر میاجی محراب صاحب نے تین اہلِ فیصل میں داخل کیا تھا جو امیر کے مقام میں تھے اور انمیں صرف یہ دو باقی رہ گئے ہیں اور وہ دو بھی ابھی ہمارے امیر ہے، اور آپ بتلائے کس بنیاد پر شوری یا امیر بنناچاہتے ہو مولانا زبیرالحسن صاحب نے تو مولانا سعد ہارون کے نام پیش کیا تھا امیر بنانے کیلئے اور مولانا سعد ھارون نے تو مولانا زبیر الحسن صاحب کے نام پیش کیا تھا امیر بنانے کیلئے اور آج کیسے آپ ان دس حضرات سے بھی باہر سے آکر اپنے آپکو شوری یا امیر کے مقام میں پیش کرر ہے ہیں۔

( ) مولانا زبیرالحسن صاحب کے انتقال

بمطابق مؤرخہ سہ / / عیسوی میں جب مولانا زبیر الحسن صاحب کا انتقال ہوا. مولانا زبیرالحسن صاحب کے انتقال کے بعد تین اہلِ فیصل میں سے صرف ایک باقی رہ گیا اور وہ خود اپنے ارادہ سے باقی نہیں رہے بلکہ اللہ نے انکو باقی رکھا ہے اور انکو مولانا انعام الحسن کیطرف سے بھی تائید حاصل ہے اور میاجی محراب صاحب کے فیصلہ کی تائید بھی حاصل ہے اور جس بنیاد پر دس میں سے تین کے بارے میں فیصلہ طئے ہوا تھا اور اس بنیاد پر پھر مولانا اظہار الحسن صاحب کے انتقال کے بعد ان دونوں کو تائید باقی رہی ہیں اور اب بھی مولانا سعد ہارون صاحب کو اسی بنیاد پر خداوند قدوس کی تمام ترمدد و نصرت حاصل ہے چونکہ مولانا سعد ہارون صاحب نے خود نہ امارۃ مانگا تھا اور

۴ سارے انتشار وخلفشار کی بنیاد یہ ہے کہ وہ اپنی من مانی کرنا چاہتے ہیں۔ کیا امت کے اتنے بڑے کام کو ایک فرد کے حوالہ کر دیا جائے کہ وہ جدھر چاہے اور جیسے چاہے لے کر چلے؟ اس کا حل شوریٰ ہے۔ اور شرعی امور میں وہ علماء کے تابع چلیں، اجتہاد کی راہ اختیار نہ کریں۔

۵ مولانا زبیر صاحبؒ کی حیات میں مولوی سعد صاحب بیعت کے خلاف تھے۔ بیعت کی مخالفت میں بیانات بھی کیے ہیں۔ کیونکہ اگر اس وقت بیعت ہوتی تو مجمع کا رجوع مولانا زبیر صاحبؒ کی طرف ہوتا۔ مولانا زبیر صاحبؒ کے انتقال کے بعد انہوں نے بیعت شروع کر دی ہے۔ جس کا مقصد اپنے حامی بنانا ہے۔ یہ سلوک کی بیعت نہیں ہے۔ اور وہ مولانا محمد الیاس صاحبؒ کے سلسلہ کی بیعت کر رہے ہیں جبکہ وہ اس سلسلہ سے مجاز نہیں ہیں۔

۶ مولوی سعد صاحب نے اپنے بیانات کا جو رخ اختیار کیا ہے وہ اپنے پچھلے حضرات کے نہج سے مختلف ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں تمہیں قرآن وحدیث اور صحابہؓ کی سیرت سے کام سمجھانا چاہتا ہوں! تشریح وتعبیر میں اپنا استدلال گھڑتے ہیں۔ طبیعت، مزاج اور فکر کی ساخت ایسی بنی ہوئی ہے کہ وہ ایک منفرد سوچ اور نظریات رکھتے ہیں۔ اور امت کو اس پر لانا چاہتے ہیں یہ ایک بڑا المیہ ہے۔ جس کا تدارک ضروری ہے۔ وقتی طور پر اگر انہوں نے رجوع کر بھی لیا تو اپنی بات پر باقی نہیں رہتے۔ یہ پچھلے بیس برسوں کا تجربہ ہے۔ آزادی، بے باکی اور کسی کو بھی نہ گردانتا، یہ مزاج بنا ہوا ہے۔ اللہ رب العزت اس مبارک محنت کی حفاظت فرمائے، خیر اور رشد کی طرف رہبری فرمائے۔ آمین

ختم شد

19 جنوری 2017

20 ربیع الآخر 1438